سوال

(161)خواتین سے متعلق سوالات

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1۔ خواتین کا گھروں سے نکل کر دین کی تبلیغ کا کام کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔؟ اقامت دین عورت پر فرض ہے یا نفل۔؟ کیا صحابیات رضی اللہ عنہن کی زندگی سے ایسی کوئی مثال ملتی ہے کہ انہوں نے گھروں سے نکل کر دین کی اشاعت کا کام کیا ہو۔ فرض یا نفل ہونے کی صورت میں 'عورت کے لیے یہ کام کرنے کی کیا حدود ہوں گی۔؟

2۔ آج کے دور میں کئی ایک جماعتوں میں عورتیں بھی ہیں۔ عورتوں کی ایسی جماعتی سرگرمیوں کا قرآن و سنت میں کیا حکم ہے۔؟ جب کہ قرآن میں خواتین کو گھروں میں ٹک کر رہنے کا حکم ہے۔؟

3۔ موجودہ دور میں دین اور دنیا کی تعلیم بالکل الگ الگ ہے۔ تو کیا عورت کے لیے دنیا کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔؟ جب کہ دنیوی تعلیم کے لیے بہت سی حدود ٹوٹتی ہیں۔ جیسے مخلوط نظام تعلیم، مرد اساتذہ اور ہاسٹل میں رہائش پذیر ہونا۔ اور اس کی یہ تاویل کرنا کہ شریعت کا نفاذ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔؟

4۔ آج کے دور میں عورتیں دینی تعلیم کے لیے گھر سے نکل سکتی ہیں۔ ? کیا اسلاف (صحابیات، تابعین اور تبع تابعین) میں صرف مرد حضرات ہی بڑے عالم اور فقیہ گزرے ہیں یا خواتین کی بھی کوئی مثال موجود ہے۔؟

5۔ کیا عورت محرم کے بغیر سفر کر سکتی ہے۔؟ سفر کتنا لمبا ہو تو محرم کی شرط لگے گی۔؟ یا ہر چھوٹے بڑے سفر میں محرم کا ہونا ضروری ہے۔؟

6۔ بہت سی خواتین ایک گاڑی میں 'نامحرم مرد ڈرائیور کے ساتھ سفر کریں اور دوران سفر ان میں سے کسی کا بھی محرم ہمراہ نہ ہو" اس کی کیا شرعی حیثیت ہے؟

7۔ کیا عورت ڈرائیونگ کر سکتی ہے۔؟ محرم کے بغیر یا محرم کے ساتھ۔؟ قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمادیجیے۔؟

8۔ کیا خاتون ملازمت کر سکتی ہے۔؟

9۔ والدین کی بڑھاپے میں خدمت 'اپنے شادی شدہ بیٹوں پر فرض ہے، یا اپنی بہو ں پر یا اپنی شادی شدہ بیٹیوں پر؟ جب کہ سبھی بیٹے، بیٹیاں علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے گھروں میں رہائش پذیر ہوں۔؟

10۔ شادی شدہ خاتون پر اپنے شوہر کی خدمت زیادہ اہم ہے یا اپنے حقیقی والدین کی خدمت۔؟

براہ کرم! مذکورہ بالا سوالات سے متعلق 'ہماری تشنگی ختم کرنے میں ہماری رہنمائی فرمادیجیے۔ جزاکم اللہ خیراً

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

تمام قارئین سے گزارش ہے کہ ایک پوسٹ میں صرف ایک سوال ہی بھیجا کریں۔ جزاکم اللہ خیرا

آپ کا سوال متعدد اجزاء پر مشتمل ہے، جن کا جواب بالترتیب حسب ذیل ہے۔

1۔ پہلے یہ ایک قاعدہ یاد رکھیں کہ جو امور مردوں کے حق میں ثابت ہیں، وہ وہ امور عورتوں کے حق میں بھی ثابت ہیں الا یہ کہ تفریق کی کوئی دلیل مل جائے، جیسا جہاد کے حوالے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔ یعنی عورتوں پر میدان جہاد میں جا کر لڑنا فرض نہیں ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا دعوت الی اللہ اور تبلیغ دین صرف مردوں کے ساتھ مختص ہے یا عورتیں بھی اس میں شریک ہوسکتی ہیں۔ تو اس سلسلے میں قرآن وسنت سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ اس حکم میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شریک ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ امر بالمعروف، نہی عن المنکر کے حکم پر مبنی تمام نصوص میں عموم پایا جاتا ہے جو مرد اور عورتوں دونوں کو شامل ہیں، اور کسی نص میں بھی مرد اور عورتوں کے درمیان تفریق نہیں پائی جاتی۔

لہذا معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی طرح عورتوں پر بھی دعوت الی اللہ کا کام فرض ہے، مگر دونوں کا دائرہ عمل مختلف ہوگا، عورت صرف عورتوں میں دعوت کا کام کرے گی، کیونکہ مردوں میں دعوت کا کام کرنے سے فتنے کا اندیشہ ہے۔

2۔ عورتوں کی یہ جماعتی سرگرمیاں اگر شریعت کی حدود وقیود میں رہ کر ہوں، اور کسی شرعی حکم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو تو ان کو جاری رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خصوصاً جب ان سرگرمیوں کا تعلق بھی دعوت الی اللہ سے ہے۔

3۔ عورت پر دنیوی تعلیم حاصل کرنا کسی صورت میں بھی واجب نہیں ہے، ہاں البتہ دینی تعلیم کے حصول میں آسانی کی غرض سے حاصل کی جا سکتی ہے، تاکہ بچی میں اتنی صلاحیت پیدا ہو جائے جس سے وہ دینی تعلیم آسانی سے حاصل کر سکے۔ جبکہ دینی تعلیم حاصل کرنا واجب اور ضروری ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

''واذکرن ما یتلیٰ فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمة'' (سورة الاحزاب: 22/34)

اور یاد کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو سورہ نور کی تعلیم کی خصوصی "ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ''علموا نساءکم سورة النور'' اپنی عورتوں کو سورة نور کی تعلیم دو۔

دنیوی تعلیم کے حصول میں اگر شرعی حدود پامال ہوتی ہوں تو بالکل حاصل نہیں کرنی چاہئے، بچیوں کو ایسے سکولوں میں داخل کروایا جائے، جہاں عورتوں کا علیحدہ تعلیمی سسٹم ہو۔ اور اس سلسلے میں شریعت کا نفاذ نہ ہونے کی تاویل پیش کرنا باطل اور گمراہ ذہن کی علامت ہے۔

4۔ شرعی نصوص میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام نہ تو عورتوں کو بالکل بے محابہ میدان عمل میں آنے کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ان کو ہر قسم کے معاملات سے روکتا

ہے، بلکہ ان کی صنفی نزاکت کا لحاظ رکھتے ہوئے قیود و شرائط کے ساتھ انہیں ان تمام کاموں کی اجازت دیتا ہے جن کی انہیں دنیوی یا اخروی اعتبار سے ضرورت ہے۔

تعلیم کی ضرورت ایک مسلمہ ضرورت ہے، کیونکہ جہالت تمام برائیوں کی جڑ ہے اور علم تمام کمالات کا سرچشمہ ہے، انسان بغیر علم کے نہ تو اپنی زندگی کو صحیح طے کر سکتا ہے اور نہ اپنی آخرت کی تیاری کر سکتا ہے، کیونکہ نجات کے لئے عمل ضروری ہے اور عمل کا پہلا زینہ علم ہے، اور شریعت کے احکامات، عبادات و معاملات میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ دونوں ہی اپنے کردہ اور ناکردہ کے جوابدہ ہیں، تو اس کا لازمی مطلب یہ ہے کہ عمل کے لئے جس طرح مردوں کے لئے علم ناگزیر ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے۔

اب یہ مختلف احوال و ظروف پر مبنی ہے کہ اگر ایک تعلیم کا بندوبست نہ ہوسکے تو شرعی حدود و قیود کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی دوسری جگہ بھی تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔

اسلاف کے زمانہ میں مردوں کے ساتھ ساتھ متعدد اہل علم اور فقیہہ خواتین کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ خیر القرون ہی کے زمانہ میں جب ہم غور کرتے ہیں تو بہت سی فقیہہ اور حدیث نبوی کو نقل کرنے والی صحابیات کے نام ہمیں صفحۂ تاریخ میں ملتے ہیں، حضرت عائشہ کا علمی مقام تاریخ میں مسلم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ میری وحی کا آدھا علم میرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور آدھا علم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو، ان کے علاوہ اور صحابیات مثلاً دیگر ازدواج مطہراتؓ، حضرت ام سلیمؓ، حضرت ام حرامؓ، حضرت ام عطیہؓ، حضرت ام کرزؓ، حضرت ام شریکؓ، حضرت ام الدرداءؓ، حضرت ام خالدؓ، حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت فاطمہؓ بنت قیس، حضرت بسرۃؓ وغیرہ کے نام علم و فقہ اور روایت حدیث میں نمایاں نظر آتے ہیں، اسی طرح ہر زمانہ میں عورتیں علم و فضل سے وابستہ رہی ہیں، صاحب ''صنفوۃ الصفوۃ'' نے علم و فضل اور جہاد سیاست میں عورتوں کی خدمات پر مستقل عنوان قائم کرکے ان کے خدمات کو مفصل بیان کیا ہے، علامہ ابن خلکان نے ''شہرہ بنت ابی نصر (متوفیہ ۵۷۴ھ سنہ) کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بہت ہی جید عالمہ تھیں، انہوں نے بڑے بڑے علماء اور محدثین سے علم حاصل کیا اور ان سے بہت سے تشنگان علوم نے استفادہ کیا، علامہ مقریزی نے ''نفح الطیب'' میں عائشہ بنت احمد قرطبیہ (متوفیہ ۴۰۰ھ سنہ) کے بارے میں لکھا ہے کہ اندلس میں علم، فہم، ادب، شعر اور فصاحت میں کوئی ان کے برابر نہیں تھا، فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع'' کی وجہ تصنیف یہ ہے کہ ایک بہت بڑے عالم اور محدث علاء الدین سمرقندی کی دختر فاطمہ بھی بہت بڑی عالمہ اور فقیہہ تھیں اور ساتھ ہی ساتھ بہت ہی خوبصورت بھی تھیں، بڑے بڑے علماء اور سلاطین نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے کسی کو قبول نہ کیا بلکہ یہ شرط رکھی کہ سارے علماء فقہ میں ایک کتاب تصنیف کریں جن کی کتاب مجھے پسند آئے گی میں ان سے نکاح کرلوں گی، چناں چہ علامہ کاسانیؒ کی کتاب بدائع الصنائع انہیں پسند آگئی تو انہوں نے ان سے نکاح کرلیا۔ امام ابو جعفر طحاوی کی کتاب ''طحاوی'' کا املاء خود ان کی دختر نے کیا جو کہ ایک بڑی عالمہ تھیں۔

5۔ محرم کے بغیر سفر کرنا حرام ہے، سفر چھوٹا ہو یا بڑا، ہر وہ سفر جس پر سفر کا نام صادق آتا ہو، وہ سفر ہے اور عورت کے اکیلے سفر کرنا ممنوع ہے۔

اسلام نے عورت کی عزت کی حفاظت اور عفت کے لیے سفر میں محرم کی شرط لگائی ہے تا کہ وہ اسے غلط اور شہوانی قسم اور گری ہوئی اغراض کے لوگوں سے محفوظ رکھے اور عورت کی کمزوری پر سفر میں معاونت کرے جو کہ ایک عذاب کا ٹکڑا ہے اس لیے عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا جائز نہیں۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ'' (البخاري 3006)

''کوئی بھی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے، تو ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو فلاں غزوہ میں جارہا ہوں اور میری بیوی حج پر جارہی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جاؤ''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس صحابی کو جہاد چھوڑ کر بیوی کے ساتھ جانے کا کہا جو کہ سفر میں محرم کے وجوب پر دلالت کرتا ہے حالانکہ اس صحابی کا نام ایک غزوہ کے لیے نام لکھا جا چکا تھا ۔

اور پھر عورت کا وہ سفر بھی حج کے ساتھ اطاعت اور اللہ تعالی کے قرب کے لیے تھا نہ کہ سیر و سیاحت اور تفریح کی غرض سے اس کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا کہ وہ جہاد کو چھوڑ کر اپنی بیوی کے ساتھ حج پر جائے ۔

علماء کرام نے محرم کے لیے پانچ شرطیں لگائیں ہیں کہ محرم میں پانچ شروط کا ہونا ضروری ہے :

1-مرد ہو

2-مسلمان ہو

3-بالغ ہو ۔ 4

4 ۔ عاقل ہو

5-وہ اس عورت پر ابدی حرام ہو مثلاً والد ، بھائی ،چچا ، ماموں ، سسر ، والدہ کا خاوند ، رضاعی بھائی وغیرہ ۔ (وقتی طور پر جو حرام ہے وہ نہیں مثلاً بہنوئی ، پھوپھا ، خالو) ۔

تو اس بنا پر اس کا دیور اور اسی طرح اس کا چچازاد ، اور اس کا ماموں زاد اس کا محرم نہیں جس کی بنا پر اس کا ان کے ساتھ سفر پر جانا جائز نہیں ۔

6 ۔ غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنا انتہائی خطرناک اور حرام عمل ہے ،کتنے ہی معزز گھرانے اس سے برباد ہوگئے ، اور انہیں ندامت کا سامنا کرنا پڑا ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''لایخلون رجل بامراتہ الامع ذی محرم '' (صحیح بخاری :5233/ صحیح مسلم :1341)

''کوئی مرد محرم کے بغیر کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے ۔''

دوسری جگہ فرمایا :

''لایخلون احدکم بامراۃ فان الشیطان ثالثہما ''(جامع ترمذی :2125)

''جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے تو ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے ۔''

مذکورہ احادیث اس بات پر دال ہیں کہ عورت کو کسی اجنبی مرد کے ساتھ خلوت کی اجازت نہیں ہے ۔ چہ جائیکہ اس کے ساتھ سفر کیا جائے ، غیر محرم کے ساتھ سفر کرنا گھر میں خلوت سے زیادہ خطرناک اور گناہ پر ابھارنے والا ہے ۔ تمام مسلمان بہنوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے ۔

7 ۔ عورت کے لئے گاڑی چلانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے ، عورتوں کے گاڑی چلانے کے حوالے سے شیخ ابن باز اور شیخ صالح العثیمین کے فتاویٰ پیش خدمت ہیں ۔

شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" عورت کے گاڑی ڈرائیو کرنے میں بہت ساری خرابیاں اور نقصانات ہیں، ان خرابیوں میں عورت کے ساتھ حرام کردہ خلوت، اور بے پردگی بھی شامل ہے، اور اس کے علاوہ ٹریفک پولیس کے مردوں کے ساتھ اختلاط اور میل جول بھی، اور اسی طرح بہت سارے ممنوعہ کاموں کا ارتکاب جس کی بنا پر یہ امور حرام کیئے گئے ہیں وہ بھی شامل ہیں

شریعت مطہرہ نے حرام کام کی طرف لے جانے والے وسائل اور ذرائع بھی حرام کیے ہیں، اور انہیں حرام شمار کیا ہے، اور پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور مومنوں کی عورتوں کو گھروں میں رہنے اور باہر نہ نکلنے اور پردہ کرنے، اور غیر مردوں کے سامنے زیب وزینت کو ظاہر کرنے سے منع کیا ہے، کیونکہ یہ سب کچھ معاشرے کو فحاشی اور بے حیائی کی طرف لے جاتا ہے

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

''اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو، اور پہلی جاہلیت کی بے پردگی مت کرو، اور نماز کی پابندی کرتی رہو، اور زکاۃ کی ادائیگی کیا کرو، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی رہو'' (الاحزاب (33)

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے :

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو کہہ دو کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اوڑھ کر رکھیں، یہ اس کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں اذیت نہ دی جائے'' (الاحزاب (59)

اور ایک مقام پر اس طرح فرمایا :

''اور آپ مومن عورتوں کو کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کریں مگر وہ جو اس میں سے ظاہر ہے، اور چاہیے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر لٹکا کر رکھیں، اور اپنے خاوندوں، یا اپنے خاوندوں کے والد، یا اپنے بیٹوں، یا اپنے خاوند کے بیٹوں، یا اپنے بھائیوں، یا اپنے بھتیجوں، یا بھانجوں یا ان کی عورتوں، یا اپنی لونڈیوں یا اپنی لونڈیوں، یا جن مردوں کو نکاح کی خواہش نہیں، یا ان بچوں سے جو عورتوں کی پردہ والی اشیاء کو نہیں جانتے ان سے اپنی زینت والی جگہیں چھپا کر رکھیں، اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مت ماریں تا کہ ان کی پوشیدہ زینت کا علم نہ ہو، اور تم سب اللہ تعالی کی جانب توبہ کرو اے مومنو، تا کہ تم کامیاب ہو سکو'' (النور (31)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جو مرد اور عورت بھی خلوت اور علیدگی اختیار کرتا ہے ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے "

تو شریعت مطہرہ نے اس بے حیائی کے کام کی طرف جانے والے سب اسباب اور ذرائع منع کر دیئے ہیں، جس میں پاکدامن اور غافل عورتوں کو فحش کام کی تہمت لگنے کا خدشہ ہو، اور اس کی سزا بہت زیادہ سخت رکھی ہے، تا کہ بے حیائی کے اسباب پھیلنے سے معاشرے کو پاک رکھا جاسکے

اور عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنا بھی اس کی طرف لے جانے والے اسباب میں شامل ہوتا ہے، جو کسی پر مخفی نہیں، لیکن شرعی احکام سے جہالت، اور برائی اور منکرات کی طرف لے جانے والے وسائل اور ذرائع کے برے نتیجہ اور انجام سے جہالت، (جس میں بہت سارے بیمار دلوں والے پڑے ہوئے ہیں) اور بے حیائی اور فحاشی سے محبت کرنا، اور غیر محرم اور اجنبی عورت کو دیکھ کر لذت حاصل کرنے کی خواہش رکھنا، یہ سب کچھ اس معاملہ اور اس طرح کے دوسرے معاملات میں بغیر علم کے غور وخوض کا باعث بنتے ہیں، جس میں بہت زیادہ خطرات پائے جاتے ہیں

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

''کہہ دیجئے یقینا میرے پروردگار نے ظاہری فحاشی اور باطنی فحاشی اور گناہ اور ناحق بغاوت حرام کی ہے، اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھراؤ جس کی اللہ تعالی نے کوئی دلیل نازل نہیں کی، اور یہ بھی حرام کیا ہے کہ تم اللہ تعالی پر وہ بات کہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں'' (الاعراف (33)

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالی ہے :

''اور تم شیطان کی قدموں کی پیروی مت کرو، یقینا وہ تمہارا واضح دشمن ہے'' (البقرۃ (168)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ فتنہ عورتوں کے علاوہ کوئی نہیں چھوڑا" (صحیح بخاری و مسلم) دیکھیں مجموع فتاوی ابن باز (351/3-353).

اور فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا :

آپ سے گزارش ہے کہ عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنے کے متعلق وضاحت کریں، اور اس قول کی وضاحت کریں کہ : کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سوار ہونے سے عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنا کم نقصان دہ ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا :

اس سوال کا جواب مسلمان علماء کے ہاں دو قاعدوں اور اصول پر مبنی ہے :

پہلا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ : جو چیز حرام کی طرف لے جانے کا باعث ہو وہ بھی حرام ہے

اس کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے :

''اور تم ان لوگوں کو برا نہ کہو جو اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کو پکارتے ہیں، تو وہ دشمنی میں آکر بغیر علم کے اللہ تعالی کو برا کہینگے'' (الانعام (108)

تو اللہ تعالی نے یہاں مشرکوں کے معبودوں کو برا کہنے سے منع کیا ہے، (مصلحت بھی یہی ہے) کیونکہ یہ اللہ تعالی کو سب وشتم کا باعث ہے

دوسرا قاعدہ اور اصول :

فساد اور خرابی کو دور کرنا اور روکنا جلب مصلحت (یعنی مصلحت کو کھینچنے) پر مقدم ہے، اس کی دلیل درج ذیل فرمان باری تعالیٰ ہے :

''وہ آپ سے شراب اور جوا کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اس میں بہت بڑا گناہ اور لوگوں کے لیے کچھ نفع بھی ہے، اور اس کا گناہ اس کے نفع سے زیادہ ہے'' (البقرۃ (219)

اللہ سبحانہ وتعالی نے شراب اور جوا حرام کر دیا حالانکہ اس میں نفع بھی تھا حرام اس لیے کیا کہ اس کے ارتکاب سے حاصل ہونے والے فساد اور خرابی کو ختم کیا جاسکے

ان دونوں قاعدوں اور اصول کی بنا پر عورت کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے کا حکم واضح ہو گیا، کیونکہ عورت کا گاڑی ڈرائیو کرنے میں بہت ساری خرابیاں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں :

1- حجاب اور پردہ کا اتارنا: اس لیے کہ گاڑی چلاتے وقت چہرہ ننگا کرنا پڑیگا جوکہ فتنہ وفساد اور مردوں کی التفات نظر کا باعث ہے، کیونکہ کسی عورت کی خوبصورتی یا بدصورتی کا اس کے چہرہ سے ہی پتہ چلتا ہے، یعنی جب کسی کو خوبصورت یا بدصورت کہا جاتا ہے تو ذہن فوراًاس کے چہرے کی طرف ہی جاتا ہے، اور جب اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ کیا جائے تو اس کو مقید کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے: وہ خوبصورت ہاتھوں والی ہے، یا وہ خوبصورت بالوں کی مالک ہے، یا اس کے پاؤں بہت خوبصورت ہیں، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسے چاہنے والوں کا مدار صرف چہرہ ہی ہے

ہوسکتا ہے کوئی شخص یہ کہے: بغیر حجاب اتارے اور چہرہ ننگا کیے بھی تو گاڑی ڈرائیو کی جاسکتی ہے، یعنی عورت صرف آنکھوں کے علاوہ باقی چہرے پر کپڑا باندھ لے اور آنکھوں پر سیاہ عینک لگالے

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: گاڑی چلانے کا عشق رکھنے والی عورتوں سے یہ خلاف واقع ہے، میں دوسرے ملک میں انہیں گاڑی ڈرائیو کرنے کا مشاہدہ کرنے والوں سے سوال کرتا ہوں کہ: اور یہ فرض بھی کرلیا جائے کہ شروع میں ایسا کرنا ممکن بھی ہوسکتا ہے، لیکن یہ معاملہ زیادہ دیرتک قائم نہیں رہ سکے گا، بلکہ جلد ہی وہی کچھ ہونے لگے گا جو دوسرے ملکوں میں گاڑی چلانے والی عورتیں کرتی ہیں، جیسا کہ بعض اشیاء اور امور میں ترقی کا یہ طریقہ گزرچکا ہے جنہیں آسان اور چھوٹی سمجھا جاتا رہا ہے، اور پھر اس میں جدت آنے سے کئی ایک ممنوعہ کام شامل ہوگئے جنہیں تسلیم نہیں کیا جاسکتا تھا

2- گاڑی چلانے کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ عورت کی حیاء ختم ہوجاتی ہے، اور وہ بے شرم و بے حیاء ہوجاتی ہے، حالانکہ حیاء اور شرم ایمان کا ایک حصہ ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور شرم و حیاء ہی وہ اخلاق کریمہ ہے جو عورت کی طبیعت چاہتی اور جس کا تقاضا کرتی ہے، اور اسے فتنہ وفساد میں پڑنے سے محفوظ رکھتی ہے

اس لیے اس میں ضرب المثل بیان کرتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے: (اپنے کوٹھری میں کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم و حیا والا) اور جب عورت سے شرم و حیاء ہی چھین لی جائے تو پھر اس کے متعلق مت پوچھو

3- اس کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ: عورت کا گاڑی چلانا عورت کے لیے بکثرت اپنے گھر سے باہر نکلنے کا باعث اور سبب ہے، حالانکہ اس کے لیے گھر زیادہ بہتر ہے جیسا کہ نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کیونکہ گاڑی ڈرائیو کرنے کا جنون رکھنے والی عورتیں گاڑی چلانے میں لطف محسوس کرتی ہیں، اس لیے آپ دیکھیں گے کہ وہ اپنی گاڑیوں میں بغیر کسی ضرورت کے ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ گھومتی پھرتی ہیں، کیونکہ انہیں گاڑی چلانے میں لطف آتا ہے

4- اس کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ اس طرح تو عورت بالکل آزاد ہوجائے گی، وہ جہاں چاہے اور جب چاہے اور جیسے چاہے اور جب تک چاہے کسی بھی غرض اور مقصد سے جائے گی، کیونکہ وہ اپنی گاڑی میں اکیلی ہے، رات کو کسی بھی وقت جائے، یا دن کے کسی وقت جائے، اور ہوسکتا ہے وہ رات کے آخری حصہ تک بھی باہر رہ سکتی ہے

اور جب لوگ بعض نوجوان لڑکوں کے ایسا کرنے پر تنگ اور پریشان ہیں تو پھر جب نوجوان لڑکیاں ایسا کرنے لگیں تو آپ کی حالت کیا ہوگی؟ اور پورے شہر کے طول و عرض میں دائیں بائیں جہاں چاہیں جائیں گی اور گھومتی رہیں گی، اور ہوسکتا ہے شہر سے باہر بھی نکل جائیں

5- اس کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ: یہ کام عورت کا اپنے گھر والوں اور خاوند کے خلاف بغاوت کا سبب ہے، اور جب گھر میں کوئی چھوٹی سی بھی بات ہوئی تو وہ گھر سے نکل کر اپنی گاڑی میں جہاں اسے اپنے خیال میں راحت ملتی ہو نکل جائے گی، جیسا کہ بعض نوجوان کرتے ہیں، حالانکہ تحمل و برداشت میں وہ عورت سے زیادہ قوی ہیں

6- اس کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ: یہ کئی ایک جگہوں پر فتنہ وفساد کا باعث بنے گا: راستے میں ٹریفک سگنل پر کھڑے ہوتے وقت، پٹرول پمپ پر کھڑے ہونے میں، چیکنگ پوائنٹ پر کھڑے ہونے میں، جب کسی ٹریفک قانون کی مخالفت کی تو ٹریفک پولیس کے اہلکاروں کے روکنے پر، گاڑی کے ٹائروں میں ہوا بھرنے کے لیے کھڑے ہونے

میں، راستے میں اگر گاڑی میں کوئی خرابی پیدا ہوئی تو اس وقت کھڑے ہونے میں تو اس طرح عورت کو اسے ٹھیک کروانے کے لیے مدد درکار ہوگی، تو پھر اس وقت اس کی حالت کیا ہو گی ؟ ہو سکتا ہے اسے کسی ایسے شخص سے پالا پڑ جائے جو گرے ہوئے ذہن کا مالک ہو تو وہ اس کی مشکل دور کرنے میں اس کی عزت کا سودا کرے گا، اور خاص کر جب وہ عورت زیادہ ضرورتمند ہو

7- عورت کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے میں جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ان میں یہ بھی شامل ہے کہ : سڑکوں پر رش، یا کچھ نوجوان لڑکوں کو گاڑی ڈرائیو کرنے سے محروم کرنا، حالانکہ وہ اس کے زیادہ حقدار ہیں

8-اس کی خرابیوں میں یہ بھی شامل ہے کہ : یہ خرچ اور نفقہ میں زیادتی کا باعث بنے گا، کیونکہ عورت طبعی طور پر اپنے آپ کو لباس وغیرہ کے متعلق مکمل کرنا پسند کرتی ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ جب بھی کوئی نئے ڈیزائن اور ماڈل کا لباس آتا ہے تو وہ اپنے پہلے لباس کو پھینک کر نئے ڈیزائن کو خریدنے دوڑ پڑتی ہیں، چاہے وہ اس کے پاس موجود لباس سے برا ہی کیوں نہ ہو

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اس نے دیواروں پر کیا نقش و نگار اور دوسری اشیاء خوبصورتی کے لیے لٹکا رکھی ہیں، اس پر قیاس کرتے ہوئے بلکہ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ اولیٰ ہو وہ گاڑی جس کو وہ چلاتی ہے جب بھی کوئی نیا ماڈل آئے تو وہ پہلی گاڑی چھوڑ کر نئے ماڈل کی گاڑی خریدنے دوڑ پڑے گی

اور سائل کا یہ قول کہ : اس قول میں آپ کی رائے کیا ہے :

''عورت کا کسی اجنبی ڈرائیور کے ساتھ سوار ہونے سے گاڑی چلانا کم نقصان دہ ہے ؟''

میری رائے یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کام میں نقصان ہے، اور ایک چیز دوسرے سے زیادہ نقصان دہ ہے، لیکن اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ ان میں سے ایک کا ارتکاب کرنا ضروری ہے

یہ علم میں رکھیں کہ میں نے اس جواب میں تفصیل کے ساتھ کلام اس لیے کی ہے کہ عورت کے گاڑی ڈرائیو کرنے کے متعلق بہت زیادہ شور و غوغہ کیا جا رہا ہے، اور سعودی معاشرہ جو کہ اپنے دین و اخلاق پر اچھی طرح قائم ہے اس پر عورت کو گاڑی ڈرائیو کرنے کی اجازت دینے کے لیے دباؤ ڈالا جا رہا ہے

اگر یہ دباؤ ایسے دشمن کی طرف سے ہو جو اس ملک کے خلاف گھات لگائے بیٹھا ہے جو اسلام کا قلعہ ہے تو اس سے اس دباؤ اور ایسی اشکالات کا سامنے آنا کوئی تعجب والی بات نہیں، کیونکہ دشمنان اسلام اس ملک کو ختم کرنا چاہتے ہیں

لیکن سب سے زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ جب ہماری قوم اور ہمارے شہر اور ہماری ہی نسل کے لوگ اور ہماری زبان میں کلام کرنے والے، جو ہماری رائے کو اپنا سایہ بنانے والے ہی یہ باتیں کرنے لگیں، ایسے لوگ جو کفار ممالک کی مادی اور دنیاوی ترقی کو دیکھ کر اسے اپنانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، انہیں ان کے اخلاق پسند آنے لگے ہیں جس سے انہوں نے اپنے آپ کو فضیلت کی تمام حدود و قیود کو آزاد کر کے بے حیائی اور رذیل قیود کو اپنانے کی پوری کوشش کرنی شروع کر دی ہے اھ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی کلام ختم ہوئی

لیکن جن ممالک میں عورت کو گاڑی چلانے کی اجازت ہے وہاں مسلمان عورت کو مندرجہ بالا اسباب کی بنا پر حتی الامکان ایسا کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے

لیکن کسی شدید ضرورت کے وقت مثلاً کسی مریض اور زخمی کو ہاسپٹل لے جانے، یا کسی حرام سے فرار کے لیے مسلمان عورت کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے میں کوئی حرج نہیں، تو اگر مدد کے لیے کوئی مرد موجود نہ ہو تو پھر ایسے حالات میں عورت کے لیے گاڑی ڈرائیو کرنے میں کوئی حرج نہیں

اور کچھ ایسے حالات اور صورتیں اور بھی ہیں مثلاً : وہ عورتیں جن کے لیے کام کاج کے لیے نکلنا ضروری ہے ، نہ تو اس کا خاوند ہو ، اور نہ ہی باپ یا کوئی ولی جو اس کی کفالت کرے ، اور نہ ہی اسے سرکاری وظیفہ اور اخراجات ملتے ہوں جو اس کا خرچ پورا کریں ، اور نہ ہی اسے کوئی ایسا کام ملتا ہو جو وہ اپنے گھر بیٹھ کر ہی کر سکے ، مثلاً انٹرنیٹ کے کچھ کام اور وہ عورت کام کے لیے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو تو وہ آنے جانے کے لیے ایسے وسائل استعمال کر سکتی ہے جس میں کم خطرہ ہو

اور ہو سکتا ہے عام مواصلات اور سفر کے وسائل عورتوں کے لیے خاص ہوں ، یا پھر کئی ایک عورتوں کو پہنچانے کے لیے ڈرائیور کرایہ پر حاصل کیا جا سکتا ہو جو انہیں کام یا یونیورسٹی پہنچائے ، اور کرایہ پر پرائیویٹ گاڑیاں بھی حاصل کی جا سکتی ہیں (جس کے پاس مالی استطاعت ہو) یہ اشیاء عام بسوں میں سفر کے مقابلہ میں اس کے لیے زیادہ بہتر ہو سکتی ہیں ، ہو سکتا ہے بسوں میں اسے اہانت وتذلیل کا سامنا کرنا پڑے ، اور اس پر زیادتی کی جائے ، تو وہ اجنبی ڈرائیور کے ساتھ خلوت کیے بغیر کرایہ کی گاڑی استعمال کر سکتی ہے

اور اگر آخر میں اسے مجبوراً شدید ضرورت کے وقت جن سے مفر نہیں اسے گاڑی ڈرائیو کرنا بھی پڑے تو وہ شرعی اور کامل پردہ میں رہتے ہوئے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے گاڑی ڈرائیو کرے

مجبوری اور ضرورت کی حالتیں اوپر بیان کی جا چکی ہیں

اور اس کے متعلق اسے اپنے ملک کے ثقہ علماء کرام کے فتاویٰ جات سے مدد لینی چاہیے متساہل علماء کے فتاویٰ جات سے نہیں بلکہ وہ علماء جو شریعت کو سمجھتے ہیں ، اور ملک کے حالات کا بھی علم رکھتے ہیں

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

''اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالی کا تقویٰ اختیار کرو'' (التغابن (6)

ہم اللہ تعالی سے سلامتی وعافیت کے طلبگار ہیں ، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے

8۔ عورت کو بلا ضرورت ملازمت کرنے سے پرہیز کرنا چاہئیے کیونکہ اس سے وہ امور خانہ داری اور اولاد کی تربیت جیسے اہم اور حقیقی فرائض سے غافل ہو جائیں گی ۔ جس کا نقصان اس وقتی ملازمت کے فوائد سے زیادہ ہے ۔ اگر کسی عورت کا کوئی سہارا یا ذریعہ معاش نہ ہو تو مجبوری کی حالت میں اس کے لئے ملازمت کی کچھ گنجائش موجود ہے ، لیکن کسی بھی قسم کی ملازمت میں شرط یہ ہے کہ شرعی حدود وقیود نہ ٹوٹتی ہوں ، مثلاً مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو ، بے پردگی نہ ہوتی ہو اور اس کا دائرہ عمل خواتین میں ہی ہو کیسے گرلز سکول یا مدرسے میں پڑھانا وغیرہ وغیرہ ، اور اگر یہ حدود ٹوٹتی ہوں تو کوئی ملازمت بھی جائز نہیں ہے ۔

9۔ والدین کی خدمت بیٹوں اور بیٹیوں دونوں پر فرض ہے ، اگرچہ مرد ہونے کے ناطے بیٹوں پر زیادہ حق ہے ۔ رہا بہو کا معاملہ تو شرعاً اور قانوناً بہو پر ساس کی خدمت لازمی نہیں ہے ، لیکن اخلاقی طور پر اگر وہ اپنی ساس کی خدمت کرے تو اس کے لیے بہتر اور باعث اجر ہو گا ۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے والدین کا ادب واحترام کریں تو دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کا عزت واحترام بڑھتا ہے ۔ زندگی کو جنت بنانے کا بہترین طریقہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے والدین کو اپنے والدین کی طرح سمجھیں ، کوئی فرق نہ کریں تو ہزاروں مسائل جو آجکل کافی گھروں میں چل رہے ہیں حل ہو سکتے ہیں ۔ گھروں میں لڑائی جھگڑوں کی زیادہ وجوہات جو ہماری پاس آتی ہیں ، وہ یہی ہیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے والدین کو اپنے والدین کی طرح نہیں سمجھتے ہیں ، جس کی بنا پر ایک دوسرے میں نفرتیں جنم لیتی ہیں اور یہ معاملات بڑھتے بڑھتے بعض اوقات میاں بیوی میں علیحدگی کا سبب بن جاتے ہیں ۔ اس لیے ہمارا مشورہ یہی ہے کہ ایک دوسرے کے والدین کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھیں ، پھر دیکھیں زندگی کتنی خوشگوار گزرتی ہے ۔

1۔ ۔ اللہ تعالی نے تمام رشتہ داروں کے حقوق بیان فرمائیے ہیں جن میں شوہر اور والدین کی حقوق کی تفصیلات بھی موجود ہیں ، میرے خیال میں ان کے درمیان اس طرح فرق کرنا مناسب نہیں ہے کہ کس کا حق افضل ہے ، بلکہ انسان کو حسب استطاعت تمام کے حقوق کو ادا کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئیے ۔ ہاں البتہ اگر کسی مقام پر آ کر دونوں کے حقوق

باہم ٹکرا جائیں تو اکثر اہل علم کے نزدیک خاوند کا حق زیادہ ہے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتا، کیونکہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری حرام ہے، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے روکنا بھی اللہ کی نافرمانی ہے کیونکہ اللہ نے اس کا حکم دیا ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ابن حجر الہیتمی، ابن قدامہ اور امام احمد کا یہی موقف ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 09 ص